ڈاکٹر محمد صدیق ملک، لیکچرار سرائیکی
ڈاکٹر حاکم علی برڑو، اسسٹنٹ پروفیسر (سندھی)
شعبہ پاکستانی زبانیں
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

سندھی اور سرائیکی میں سی حرفی کی روایت کا مطالعہ

THE TRADITION OF SI-HARFI IN SINDHI AND SARIKI POETRY

Abstract

Indus valley is the region of Mystics. The light of Islam spread here with the arrival of Muhammad Bin Qasim and the people of this valley accepted the Islam whole heartedly. So, the muslim scholars and the mystics of this valley wrote magazines for the preaching of Islam.

In these magazines, the written material is in the form of poetry. And this form of poetry is known as Si-Harfi which is a poem written in the alphabetical order. These poems were purely the expression of Mystics and saints which is adopted by the Saraiki and the Sindhi poets. These taxonomy words leave an advisable impression and also make a language relationship between the Saraiki and the Sindhi. In this research article, the tradition of Si-Harfi has been described which will be helpful for the Sindhi and the Saraiki scholars and the students as well.

وادی سندھ صوفیا کی سرزمین ہے۔ اسلام کی روشنی نے جب وادی سندھ میں نور بکھیرا اور یہاں کے لوگوں کے قلب و روح محبت اسلام سے شناسا ہوئے تو یہاں کے علماء اور شعرا نے تبلیغ اسلام کو اپنا شعار بنایا اور سی حرفی اور مثنوی کو تبلیغ کا ذریعہ اظہار بنایا۔

وادی سندھ میں سی حرفی کی روایت بہت قدیم ہے۔ یہ روایت وادی سندھ میں فارسی علماء کے ذریعے منتقل ہوئی۔ ''کیوں کہ فارسی میں حروفِ ابجد کی تعداد تیس ہے اس لیے اس صنف کو تیس حرفی یا ''سی'' حرفی کا نام دیا گیا۔ وادی سندھ کے سندھی اور سرائیکی شعرا نے یہاں کی مقامی زبان کے حروف کے مطابق شاعری کی۔ اس صنف میں ہر بند حرفِ ابجد سے شروع ہوتا ہے اور الف سے لے کر یے تک سے شروع ہونے والے بند شامل ہوتے ہیں۔ بے شک سندھی اور سرائیکی میں حرفِ ابجد کی تعداد فارسی

سے زیادہ ہے۔اس کے باوجود اس صنفِ شاعری کے نام میں فرق نہیں آیا اور یہ طویل بحروں میں لکھی جانے والی قدیم، معروف اور لافانی صنفِ ادب ہے۔

ادبی اصطلاح میں ''سی حرفی'' نظم کی وہ شکل ہے جس میں حرفِ تہجی کے اعتبار سے شروع کر کے ''الف'' سے ''ی'' تک کے بند بنائے جاتے ہیں۔''سی حرفی'' کے لغوی معنی تیس حروف والی کے ہیں۔''سی'' فارسی کا لفظ ہے، جس کے معنی تیس کے ہیں۔''حرفی'' سے مراد حرفِ ابجد کے ہیں۔ لیکن مختلف علاقائی زبانوں کے ادب میں تیس حروف والی شرط ہر ''سی حرفی'' پر لاگو نہیں ہوتی۔ بعض اوقات شاعروں نے تیس سے کم و بیش ''حرفی'' بند لکھے ہیں۔اس طرح ہر شاعر اپنے ذاتی تجربے، علاقائی روایات اور شعری بصیرت کے مطابق حروفِ ابجد کا استعمال کرتا رہا ہے۔

''سی'' فارسی زبان کا لفظ ہے جو تیس کے معنی دیتا ہے۔ جیسے ''سی پارہ'' تیس کو عربی میں ثلاثون کہتے ہیں۔عام طور پر کہا جاتا ہے کہ عربی حروفِ تہجی یا پٹی ابجد کی تعداد 29 ہے۔لیکن تیس بنا لی گئی ہے اور اس کی نسبت سے اسے ''سی حرفی'' کہتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالمجید میمن سندھی ''سی حرفی'' کی ہیئت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ نظم مختلف بندوں پر مشتمل ہوتی ہے اور ہر بند ''الف'' سے لے کر ''ی'' تک ایک ایک حرف سے شروع ہوتا ہے۔ہر بند میں اکثر چار مصرعے ہوتے ہیں۔(۱)

یہودیوں میں بھی الفابیٹ پوئمز لکھنے کا رواج رہا ہے۔انگریزوں میں ملٹن اور ورڈز ورتھ کے درمیانی عرصے میں بھی اس کا رواج رہا ہے۔مسلمان درویشوں نے الف (اللہ) کو ترجیح دی اور پھر الف سے لے کر ایک ایک حرف کے مصرعے لکھے''۔

وادی سندھ کے ''بزرگ شعرا نے اس صنف میں طبع آزمائی کی اکثر'' سی حرفیاں'' نعتیہ، صوفیانہ اور عارفانہ مزاج کی ہیں۔

کئی سی حرفیاں ایسی بھی ہیں جن کے تخلیق کاروں کا علم نہیں۔وہ سی حرفیاں آج بھی وادی سندھ اور سرائیکی خطے میں گداگروں اور جھونپڑی نشینوں میں ملتی ہیں۔آج سے تیس چالیس سال پہلے گداگر لوگ یہ سی حرفیاں گایا کرتے تھے۔

سی حرفی کے مضامین دلوں پر اثر کرتے ہیں کیوں کہ ان میں روحانی غذائیت موجود ہوتی ہے۔ جب اللہ کی دھرتی پر ظالم جابر حکمرانوں نے مخلوقِ خدا کو ستایا تو جسمانی اور ذہنی کرب میں مبتلا لوگوں نے صوفیاء کے آستانوں کا رخ کیا جہاں انہیں وعظ و تبلیغ کے ساتھ سی حرفی کی شکل میں روحانی قوت اور لنگر کی صورت میں جسمانی قوت پہنچائی گئی۔

ڈاکٹر طاہر تونسوی کا بیان ہے کہ:

''ہندوستان خاص طور پر سندھ اور ملتان ہیں صوفیاء کرام اسلام کی تبلیغ و ترقی کیلیے بڑا اہم کردار ادا کیا بلکہ انہی کی وجہ سے اسلام پھیلا۔ سچ بات تو یہ ہے کہ اگر صوفیاء تبلیغ دین کا کام نہ کرتے تو اس علاقے ہیں مسلمان نہ ہوتے''۔(۲)

صوفیانہ شاعری کا ابتدائی ذخیرہ زیادہ تر ''سی حرفی'' کی شکل میں موجود ہے۔ جس میں موضوعاتی قید نہیں رہی۔اس میں ڈوہڑا اور کافی کی طرح حمد و نعت عشق و محبت، تصوف اور دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری جیسے تمام مضامین ملتے ہیں۔

وادی سندھ میں مقامی طور پر تین قسم کے صوفی شعرا ہیں۔ خالص سندھی شعراء، خالص سرائیکی شعرا اور سندھی اور سرائیکی لکھنے والے شعرا۔ سندھی اور سرائیکی جہاں تاریخی لحاظ سے اس خطے کی قدیم زبانیں رہیں، اسی طرح ادبی لحاظ سے بھی یہ دونوں زبانیں اس خطے کی قدیم زبانیں ہیں۔ جس طرح سندھی اور سرائیکی ثقافت باہم مشترک پروان چڑھی ہیں اسی طرح سندھی سرائیکی ادب بھی باہم مشترک پروان چڑھا ہے۔ سرائیکی خطہ تاریخی لحاظ سے وادی سندھ کا حصہ رہا ہے۔ قومی سطح پر صوبائی تقسیم کے باوجود آج بھی صوبہ سندھ کے وسیع حصے میں سرائیکی زبان موجود ہے اور یہیں سے سرائیکی کا چلن سرحد پار پوکھران تک جاتا ہے۔

سندھی میں سی حرفی کو ''ٹیہہ اکھری'' کہتے ہیں۔ جبکہ سرائیکی میں ''سی حرفی'' کہا جاتا ہے۔
سندھی ادب میں سی حرفی کی روایت کے بارے میں موہن لعل لکھتے ہیں:

"Although one cannot rule out the possibilty of the existence of this genre even before Shah Abdul Latif, so for we have not been able to trace it before him. Therefore, it might be said that this genre had been current in Sindhi for about two hundred and fifty years. The first "Siharfi" in the persian form is from Mullah Sahib Dino" (3)

اس بیان کی تصدیق میں اللہ بخش نظامانی لکھتے ہیں:

'' ٹیہہ اکھری'' (سی حرفی) کا سلسلہ تقریباً سوا دو سو سالوں سے بھی پہلے شروع ہوا اور علمی ماحول کی پیداوار ہونے کی وجہ سے تمام سی حرفیاں بحر اور وزن ہیں مکمل اور محطوظ رکھی گئیں۔ اس قسم کی قدیم نظم شاہ عبداللطیف کے سُر رام کلی میں اور سُر ساسوئی 1163ھ کا جوڑا ہوا ہے۔'' (۴)

موہن لعل پریمی سندھی میں سی حرفی کی روایت کو اللہ بخش نظامانی کی روایت سے قدیم بتاتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"سی حرفی کی ابتدا اس دور سے ذرا پہلے ہو چکی تھی۔ مگر اس دور میں حمل لغاری، ملا صاحب ڈنہ، خلیفہ نبی بخش لغاری اور آخوند محمد بچل نے اس صنف کو درجہ کمال تک پہنچایا۔" (۵)

میاں میر چانڈیو سی حرفی کی روایت کو ٹالپور دور (1783ء تا 1843ء) سے بھی قدیم قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنے بیان میں یوں رقم طراز ہیں:

"سی حرفی کا رواج ٹالپور دور سے بھی قدیم ہے۔ اس صنف میں عربی کے تیس حروف سے شروع ہونے والے اشعار شامل ہیں۔" (٦)

سندھی کی طرح سرائیکی بھی وادئ سندھ کی قدیم زبان ہے۔ سرائیکی میں "سی حرفی" کئی شکلوں مین لکھی گئی ہے۔ مثال کے طور پر ڈھولا، گھڑولی لعل، چرخہ نامہ، جوگی نامہ، گامن وغیرہ سرائیکی سی حرفی کے اقسام ہیں۔

گھڑولی سی حرفی لکھنے والوں میں حضرت سچل سرمست کا نام صفِ اول میں شامل ہے۔ آپ نے سندھی اور سرائیکی میں گھڑولیاں لکھی ہیں۔ اسی طرح سرائیکی میں سی حرفی لکھنے میں حافظ جمال اللہ ملتانیؒ نمایاں مقام رکھتے ہیں وہ اپنی سی حرفی میں چرخے کو علامت بناک انسان کو اچھے اعمال کی ترغیب دیتے ہیں۔ سرائیکی میں سب سے پہلی نامکمل "سی حرفی" شاہ حبیب کی ملتی ہے۔ شاہ حبیب کی سی حرفی کے بارے میں کیفی جام پوری لکھتے ہیں:

"اس کا موضوع یادِ الٰہی اور دنیا کی بے ثباتی ہے۔ آج سے تیس چالیس سال پہلے گدا گر لوگ گلی گلی یہ سی حرفی گایا کرتے تھے"۔ (۷)

حضرت سلطان باہوؒ (1101ھ تا 1191ھ) نے بھی اپنا کلام سی حرفی کی ہیئت میں لکھا۔ علی حیدر ملتانی نے بھی سی حرفی کو ذریعہ اظہار بنایا۔ وہ اپنے کلام میں پانچ سی حرفیوں کا اعتراف اس طرح کرتے ہیں:

"پنج سی حرفیاں حیدر آکھیاں پنجے گنج معانی دے نے
وانگ حروف مقطع دے، اے راز رموز نہانی دے نے (۸)

یعنی اپنے بیان میں علی حیدر کہتے ہیں کہ: علی حیدر نے جو پانچ سی حرفیاں لکھی ہیں وہ علم عرفان کے خزانے ہیں۔ حروف مقطعات کی طرح ان سی حرفیوں میں بھی کئی راز پوشیدہ ہیں"۔

شیخ عبداللہ ملتانی نے "جندڑی پردیسی" کے نام سے سی حرفی لکھی۔ جس میں دنیا کی بے ثباتی اور نیک اعمال کے زادِ راہ پر زور دیا گیا ہے۔ سرائیکی خطے میں یہ جندڑی پردیسی آج بھی تلاوتِ کلام مجید کے بعد خواتین گھروں میں پڑھتی ہیں اور اسے ذریعہ ثواب سمجھتی ہیں۔ نمونہ کے طور پر جندڑی پردیسی سے یہ بند ملاحظہ کریں:

ث ثبوت ایمان جو کھڑ سیں۔ پُلصراطوں سو کھا چڑھسیں
وچ بہشتاں خوشیاں کرسیں۔ نہ کوئی باہر کڈھیسیا
سمجھ بندہ تو نال فکر دے۔ اے جندری پردیسیا۔ (۹)

حافظ جمال اللہ ملتانی نے سرائیکی ''سی حرفی'' کی روایت کو برقرار رکھا بلکہ اس میں اتنا زور بیان پیدا کیا کہ سی حرفی کی خوب صورتی میں اضافہ ہوگیا۔ دنیا کی بے ثباتی اور فکر آخرت کو موضوع بنایا۔ علامتی شاعری کو رواج ملا اور سرائیکی ہیں ادب کی نئ راہیں تخلیق ہوئیں۔

سندھ کے علماء اور شعرا کو سرائیکی زبان سے نہ صرف شروع ہی سے لگاؤ رہا ہے بلکہ انہوں نے سرائیکی زبان کو سندھی زبان سے الگ ہی نہیں سمجھا۔ آیئے ذرا سندھی شعرا کے کلام سے سرائیکی ''سی حرفی'' کے نمونے دیکھتے ہیں۔

روحل فقیر (1733ء) عمر کوٹ (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ بلند پایہ صوفی تھے دنیاداری ترک کر کے فقیری اختیار کی اور ہر چیز میں رب ذوالجلال کے نظارے دیکھنے لگے۔ ان کی سی حرفی سے یہ بند ملاحظہ کریں:

ظ ظہور ظاہر ہر جا، قدسی ذات دا سارا
موجا موج تلاطم اندر، پریم گنگاری دھارا
کر گھن حاصل حال حقیقت، ول عمر نہ آسی یارا
روحل اکھیاں کھول تے ڈیکھیں، کتھے سکندر دارا (۱۰)

حضرت سچل سرمست (1739پ) کی سرائیکی سی حرفیاں بہت ہی مقبول ہیں۔ ان کی سی حرفیوں ہیں تین مصرعوں کے بند ہیں اور آپکے کلام کا موضوع وحدت الوجود ہے۔ حضرت سچل سرمست کی شاعرانہ عظمت کے بارے میں ڈاکٹر انور علی شوق لکھتے ہیں:

''حضرت سچل سرمست کو سرائیکی زبان پر دسترس تھی۔ ان کی سرائیکی شاعری اعلیٰ پایہ کی ہے۔ سرائیکی کے مشہور صوفی شاعر اور بزرگ خواجہ فرید بھی سچل سائیں سے متاثر تھے۔'' (۱۱)

حضرت سچل سرمست کی گھڑولی نما سی حرفیاں بہت مشہور ہیں ان گھڑولیوں میں انسان میں انسانیت بیدار کرنے اور اپنے آپ کو پہچاننے کا پیغام موجود ہے۔ گھڑولی سے ایک نمونہ ملاحظہ کریں:

غ غش غریق دے وچ تھیاں کتھ جسم رہیا کتھ جان کتھے
کتھے مشکل رہی کتھے عقل رہیا کتھے فہم کتھے اوسان کتھے (۱۲)

حمل خان لغاری نے بھی سرائیکی سی حرفیاں لکھی ہیں۔آپ کے کلام کا زیادہ تر مزاج عاشقانہ ہے۔ کہیں ناصحانہ اور ظریفانہ رنگ بھی ملتا ہے۔ محبوب کے ساتھ نیاز و التجاء کا ایک خوب صورت انداز اس بند میں ملاحظہ کریں:

الف آ سوہنا جانی یار میڈا
گل لگ کروں مِٹھیاں گالھیاں جی
تساں باجھ آرام حرام ہو یا
تیڈے مار وچھوڑے تے گالھیاں جی
آوڑا پاوڑا جیڑھا میہنے ڈیندا
تنہاں کوں ڈِے توں آ یار ڈکھالیاں جی
نال حمل دے فی الحال ملو
دھوتیاں سبھ تھیون سڑ کالیاں جی۔ (۱۳)

ایسے ہی شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کی سُر رام کلی میں لکھی گئی سی حرفی کا بند ہے:

الف الک من ۾ کيو کاپڙين
سي حرف ڏاران هڪڙي ٻيو ڪين ٻجهن
فرض فنا في الله جو عبادت انهن
<قل هو الله احد> ٿا فتها پرت پڙهن
سعادت سيرين گهر کي گڏيا کاپڙين(١۴)

سندھ کے سرائیکی لکھنے والے شعرا کی طرح خالص سندھی صوفی شعراء کی سی حرفیوں میں بھی ذات الٰہی اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور قلبی لگاؤ کا اظہار ملتا ہے۔ بیان میں ناصحانہ انداز اپنایا گیا ہے شاہ محمد دیدڑ (1830پ) اپنی سی حرفی کے ایک بند میں لکھتے ہیں:

الف اٿي تون چرخو جوڙ اڌ رات
ترت طلب جي تسبيح سور نفس ٿي ظالم زور
کوڙا کان پوئي ٿي کل،
هي جڳ جاني ٿي جهل پل(١٥)

ایسے ہی فقیر بخش علی کی نصیحت امیز سی حرفی سے ایک بند ملاحظہ کریں:

الف اور اسم سان سينو سڌاري کر صفا
قلب جو تکرار تنهن ڏي طلب رک واعدو وفا

رک سجاڳي سحر جو تان تون ڏسين نوري نفعا
سمجھ صوفي ھي حقيقت تان ھي دڳ دوست جو
پرجھ مانا من عرف تان ھنڌ پسين ھم اوست جو (١٦)

حاصل بحث یہ ہے کہ وادیٔ سندھ سے اٹھنے والے شاعرانہ وعظ و نصیحت میں ''سی حرفی'' ایک کامل ذریعہ ءاظہار رہا ہے۔ جس میں رب ذوالجلال کی تعریف و توصیف، محبوب خدا حضرت محمد ﷺ سے عشق و محبت دنیا کی بے ثباتی، فکر آخرت اور وصل و وصال جیسے موضوعات شامل رہے ہیں۔ سندھی اور سرائیکی شاعری میں آج بھی ایک جیسے مزاج کی شاعری ہو رہی ہے۔ جہاں ان دو زبانوں کے مذہبی اور صوفیانہ شاعری کے موضوعات یکساں ہیں، اسی طرح لوک شعری ادب اور جدید شعری ادب میں بھی لفظی، معنوی اور صنفی اشتراک موجود ہے۔

حوالہ جات

۱۔ عبدالمجید میمن سندھی، ڈاکٹر، لسانیات پاکستان، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 1992ء ص339
۲۔ طاہر تونسوی، ڈاکٹر، سرائیکی ادب ریت تے روایت، ملتان، بیکن بکس گلگشت، 1993ء، ص59
3. Muhan Lal, Encyclopedia of Indian Literature, Dehli, Sahatya Academy, 1992, P-4046
۴۔ اللہ بخش نظامانی، سندھی لوک ادب جی ارتقائی تاریخ، انسٹی ٹیوٹ آف سندھیالوجی، سندھ یونیورسٹی، 1971ء ص69
۵۔ موہن لعل پریمی، سچل سرمست اور ان کی اردو شاعری، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 2004ء ص62
۶۔ میاں میر چانڈیو، سندھی ادب جی تاریخ اور صنفن تے ہک نظر، کنڈیارو، روشنی پبلی کیشنز، 2007ء، ص121
۷۔ کیفی جام پوری، سرائیکی شاعری، ملتان، بزم ثقافت، 1969ء ص194
۸۔ علی حیدر، مجموعہ ابیاتِ علی حیدر، لاہور، تاجر کتب قومی، س ن، ص25
۹۔ عبداللہ ملتانی، شیخ، جندڑی پردیسی، ملتان، اندرون بوہڑ گیٹ بازار کتب فروشاں، س ن، ص2
۱۰۔ حسان الحیدری، میر، سرائیکی ادب، تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاک و ہند، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، 1971ء، ص295
۱۱۔ انور علی شوق، ڈاکٹر، سچل سرمست کی صوفیانہ شاعری، مضمون مشمولہ، پاکستان زبانوں کے صوفی شعراء، مرتب ڈاکٹر انعام الحق جاوید، اسلام آباد، شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2008ء ص210
۱۲۔ شفقت تنویر مرزا، مرتب، سچل سرمست سندھی، پنجابی، فارسی اور اردو کالم، اسلام آباد، لوک ورثہ اشاعت گھر، 1987ء، ص354
۱۳۔ حمل خان لغاری، کلیاتِ حمل، جام شورو، سندھی ادبی بورڈ، 2004ء، ص229
۱۴۔ نبی بخش بلوچ، ڈاکٹر، مرتب ٹیہہ اکھریوں بھانگو پھریوں، لوک ادب سلسلے جو پنجوں کتاب، سندھ ادبی بورڈ، 1960ء ص1
۱۵۔ نبی بخش خان بلوچ، ڈاکٹر، مرتب ٹیہہ اکھریوں بھانگو پھریوں، ص75
۱۶۔ ٹیہہ اکھریوں بھانگو پھریوں، ص165